میزان الاعتدال

مولانا نور الرحمان ہزاروی

''وہ کتابیں اپنے آباء کی......'' کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ علامہ ذہبی کی شہرۂ آفاق کتاب ''میزان الاعتدال'' کا سیر حاصل تعارف نذر قارئین ہے۔(مدیر)

''فن اسماء الرجال'' کا تاریخی جائزہ

''علم رجال الحدیث'' قدر وعظمت اور شرف میں کئی علوم سے بڑھ کر ہے، حدیث نبوی کے جائزہ وتحقیق، اسناد حدیث کی معرفت اور اس کی تنقید اور جانچ پڑتال کے لئے ''علم رجال الحدیث'' کی ایجاد علمائے اسلام اور محدثین کا وہ عظیم اور قابل فخر کارنامہ ہے، جس کی اقوام عالم کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی، کون سی حدیث صحیح ہے اور کون سی ضعیف ، اگر صحیح ہے تو صحت کے کس معیار پر ہے اور اگر ضعیف ہے تو ضعف کس درجہ کا ہے، نیز سند متصل ہے، اس میں ارسال ہے، انقطاع ہے، عضل ہے، یا تدلیس ہے............ان سب امور کا پتہ اسی علم سے چلتا ہے۔ محدثین عظام نے اس فن سے متعلق کتابوں میں نہایت دیانت اور امانت داری سے ایک ایک راوی کے بارے میں اس کے وہ تمام ضروری کوائف قلم بند کیے، جن کا حدیث کی جانچ پڑتال کے لئے جاننا ضروری تھا، راوی کا نام، نسب، کنیت ، تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، جائے پیدائش، جائے وفات، کہاں کہاں تعلیم حاصل کی، اور کس کس سے حاصل کی ، حدیث کا سماع کن محدثین سے کیا، اس کے شاگرد کون کون ہیں، خود ثقہ ہے یا غیر معتمد، ضبط واتقان میں کمزور ہے یا قوی، سچا ہے یا جھوٹا، اس سے روایت کرنا درست ہے یا نہیں، اس کی حدیث سے استدلال جائز ہے یا ناجائز...... یہ اور اس کے علاوہ دیگر ضروری معلومات محدثین عظام نے کتب رجال میں ہر راوی کے متعلق جمع کر دی ہیں، رواۃ حدیث کے حالات معلوم کرنے اور ان کے طبقات قائم کرنے میں ہزاروں اکابر نے اپنی عمریں کھپائیں، وہ قریہ قریہ بستی بستی، شہر شہر گھومے پھرے، راویوں سے ملے، ان کے متعلق تمام ضروری معلومات حاصل کیں، جو راوی خود ان کے زمانہ میں موجود نہیں تھے اور انتقال کر گئے تھے، ان کے ملنے والوں سے یا ان کے توسط سے ان سے اوپر کے لوگوں سے ان کے حالات دریافت کیے، یوں وہ عظیم الشان فن معرض وجود میں آیا، جسے ''فن اسماء الرجال'' یا ''علم

رجال الحدیث'' کہا جاتا ہے

''فن اسماء الرجال'' میں سب سے پہلے یحیی بن سعید القطانؒ نے ایک کتاب لکھی، جواب ناپید ہے، چنانچہ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: ''فأوّل من جمع كلامه في ذلك الإمام الذي قال فيه أحمد بن حنبل: مارأيت بعيني مثل يحيى بن سعيد القطّانؒ '' (مقدمة ميزان الاعتدال: ص ۱) ان کے بعد ان کے شاگردوں میں یحیی بن معینؒ، علی بن المدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، عمرو بن علی الفلاسؒ، ابوخیثمہؒ اور بندارؒ وغیرہ نے اس فن میں کلام کیا، پھر ابوبکر بن ابی شیبہؒ، عبداللہ بن عمر قواریریؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ابوجعفر محمد بن عبداللہ موصلیؒ، ہارون بن عبداللہ حمالؒ اور ان کے بعد ابوزرعہؒ، ابوحاتم بن حبانؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابواسحاق جوزجانی سعدیؒ، امام نسائیؒ، امام ابن خزیمہؒ، امام ترمذیؒ، محمد بن احمد بن خماردولابیؒ، ابوجعفر عقیلیؒ، امام ابوداود سجستانیؒ اور بقی بن مخلدؒ وغیرہ نے اس فن کی خوب خدمت کی۔ (ميزان الاعتدال: ۱/۲،۱)

''فن اسماء الرجال'' کی تالیفات میں سب سے مقدم امام بخاریؒ کی کتب ''التاريخ الكبير''، ''التاريخ الصغير''، ''الضعفاء الصغير'' اور ''كتاب المفردات والوحدان'' ہیں، امام بخاریؒ کی ''التاريخ الكبير'' پر محدثین نے بہت زیادہ کام کیا، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ مسلمہ بن قاسمؒ نے ''الصلة'' کے نام سے امام بخاریؒ کی ''التاريخ الكبير'' کا ذیل لکھا (مگر امام سخاویؒ نے حافظ ابن حجرؒ کے قول کی تغلیط کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''الصلة'' امام بخاریؒ کی ''التاريخ الكبير'' کا ذیل نہیں، بلکہ خود مسلمہ بن قاسمؒ کی کتاب ''الظاهر'' کا ذیل ہے) امام دارقطنیؒ اور ابن محب الدینؒ نے اس کا ایک ایک تکملہ لکھا، ابن ابی حاتمؒ نے اس پر ایک استدراک، جب کہ خطیب بغدادیؒ نے ''الموضح لأوهام الجمع والتفريق'' کے نام سے ایک تعقب لکھا............امام بخاریؒ کے بعد امام مسلمؒ نے ''كتاب المفردات والوحدان'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، انہی کے دور میں احمد بن عبداللہ عجلیؒ نے ''كتاب الجرح والتعديل'' تالیف کی، اس کے بعد ابوبکر بزارؒ کا نام ملتا ہے، پھر امام نسائیؒ نے ''كتاب الضعفاء والمتروكين'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، چوتھی صدی کے مصنفین میں چار نام اور قابل ذکر ہیں (۱) محمد بن احمد خماردولابیؒ، انہوں نے ''كتاب الأسماء والكنى'' لکھی (۲) ابن ابی حاتمؒ انہوں نے ''الجرح التعديل''، ''كتاب المراسيل'' اور ''كتاب الكنى'' تالیف کی (۳) امام دارقطنیؒ، انہوں نے ضعیف رواۃ کے حالات قلم بند کیے، (۴) ابواحمد علی بن عدی بن علی القطانؒ، انہوں نے ''الكامل في الجرح والتعديل'' لکھی، متقدمین کے ہاں یہ اس فن کی سب سے مشہور کتاب ہے، بعض حضرات نے اس کا نام ''الكامل في الضعفاء والمتروكين'' بتایا ہے۔ امام دارقطنیؒ اس کی بہت تعریف کرتے ہیں، اس پر ابن القیسرانی محمد بن طاہر مقدسیؒ نے ایک ذیل لکھا، احمد بن محمد بن مفرج البنانیؒ نے بھی ''الحافل'' کے نام سے اس پر ایک مفصل ذیل لکھا

اور''الکامل'' کی دو جلدوں میں تلخیص بھی کی، احمد بن ایبک دمیاطیؒ کا بھی اس پر ایک ذیل ہے، ابن عدیؒ کی ''أسماء الصحابة'' کے نام سے بھی ایک کتاب ہے، متأخرین میں عبدالغنی مقدسیؒ نے''الكمال في أسماء الرجال'' کے نام سے تالیف کی، جو اس فن میں نہایت ہی عمدہ کتاب ہے، اس کی تہذیب وتکمیل یوسف بن زکی مزیؒ نے''تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' کے نام سے کی، یہ ۳۵ جلدوں میں ڈاکٹر شعیب ارنووط کی تقدیم وتحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے، حافظ علاء الدین مغلطائیؒ نے تیرہ جلدوں میں''إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' کے نام سے اس کا تکملہ لکھا، حافظ ذہبیؒ نے''تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' کے نام سے اس کی تلخیص کی، جس کی تلخیص کچھ اضافوں کے ساتھ احمد بن عبداللہ خزرجیؒ نے''خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' کے نام سے کی جو''خلاصة الخزرجي'' کے نام سے مشہور ہے، اور کئی بار طبع ہو چکی ہے، حافظ مزیؒ نے''تهذيب الكمال''میں چونکہ بہت زیادہ اطناب سے کام لیا تھا، جس کی وجہ سے اس سے استفادہ مشکل ہو گیا تھا، اس لئے حافظ ذہبیؒ نے''الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة'' کے نام سے اس کی تلخیص کی، مگر حافظ ابن حجرؒ نے جب اصل کتاب دیکھی تو انہیں محسوس ہوا کہ اس میں بعض مترجمین کے بارے میں شافی تفصیلات نہیں ہیں، لہٰذا انہوں نے''تهذيب التهذيب'' کے نام سے ایک کتاب تالیف کی، بعد میں انہوں نے''تقريب التهذيب'' کے نام سے اس کی تلخیص کی جو شام کے مشہور محقق شیخ عوامہ کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ آخر میں علامہ سیوطیؒ نے''زوائد الرجال على تهذيب الكمال'' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ پانچویں صدی میں دو اور محدثین کے نام قابل ذکر ہیں (۱) امام بیہقیؒ، انہوں نے شہرۂ آفاق کتاب''كتاب الأسماء والصفات'' تالیف کی، (۲) حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ، انہوں نے صحابہ کرامؓ کے حالات پر مشتمل ایک بلند پایہ کتاب''الاستيعاب في معرفة الأصحاب'' تالیف کی، محدثین نے اس کتاب کے کئی ذیل اور تلخیصیں لکھیں، چھٹی صدی کے اخیر میں علامہ ابن جوزیؒ نے''كتاب الضعفاء والمتروكين''اور''أسماء الضعفاء والواضعين'' تالیف کی، حافظ ذہبیؒ نے''كتاب الضعفاء والمتروكين'' کی تلخیص کی اور پھر اس پر دو ذیل لکھے۔

ساتویں صدی کے مؤلفین میں امام نوویؒ کا مقام بہت بلند ہے، اسماء الرجال پر ان کی تالیف''تهذيب الأسماء واللغات''اور''المبهمات من رجال الحديث'' خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اسی صدی میں حافظ ذہبیؒ بھی پیدا ہوئے، وہ آسمان علم حدیث کے آفتاب تھے۔ انہوں نے''فن اسماء الرجال'' میں کئی شاہکار کتابیں لکھیں۔ (۱) تجريد أسماء الصحابة (۲) طبقات الحفاظ، جس کی تلخیص کچھ اضافوں کیساتھ علامہ سیوطیؒ نے''طبقات الحفاظ'' ہی کے نام سے کی، ابن فہد مالکیؒ نے اس کا ایک ذیل لکھا۔ (۳) المشتبه في أسماء الرجال، اس کا

دوسرا نام ''مشتبه النسبة '' بھی ہے (۴) المغني (۵) الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة ۔ ''الكاشف '' کا ایک ذیل ابوزرعہؒ نے ''ذيل الكاشف '' کے نام سے لکھا۔ خود حافظ ذہبیؒ نے صحاح ستہ کے مصنفین کی دوسری تالیفات کے ان رجال پر بھی کتاب لکھی، جن کا ذکر ''الكاشف '' میں نہیں ہے (۶) میزان الاعتدال، جس کا مفصل تعارف آگے آرہا ہے۔ اسی صدی کے ایک مشہور محدّث محمد بن محمد بن سید الناس یعمریؒ ہیں جنہوں نے ''تحصيل الإصابة في تفصيل الصحابة '' لکھی۔ نویں صدی کے مؤلفین میں حافظ ابن حجرؒ ہیں، جنہوں نے ''فن اسماء الرجال'' میں کئی گراں قدر کتابیں لکھیں۔ جن میں ''الإصابة في تمييز الصحابةؓ ''، ''لسان الميزان ''، ''تهذيب التهذيب ''، ''تعجيل المنفعة ''، ''الدرر الكامنة '' وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے ان رواۃ کا ذکر ایک علیحدہ کتاب میں لکھنا شروع کیا تھا، جو تہذیب میں مذکور نہیں، مگر شومئی قسمت وہ کتاب تمام نہ ہوسکی، اسی صدی کے مؤلفین میں ناصر بن احمد بن یوسف فُزاری بسکریؒ ہیں، جو ابن مزنیؒ سے مشہور ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے رواۃ حدیث کی تاریخ پر سو جلدوں میں ایک ضخیم کتاب لکھی تھی، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب دست بردِ زمانہ کی نذر ہو چکی ہے، مؤلف نے ابھی اس کتاب کا مبیضہ تیار نہیں کیا تھا۔ اسی صدی کے محدثین میں حافظ سخاویؒ اور علامہ سیوطیؒ بھی ہیں، جنہوں نے اس فن میں کئی گراں قدر کتب تالیف کیں۔ اسماء الرجال پر لکھنے والوں کا دبستان ان دو حضرات پر مکمل ہو جاتا ہے۔

محدثین نے فن اسماء الرجال پر عام انداز کی تالیفات کے علاوہ بعض مخصوص حوالوں سے بھی متعدد کتب تالیف کی ہیں ، مثلاً ''المؤتلف والمختلف '' یعنی ملتے جلتے ناموں میں التباس دور کرنے کے لئے امام دارقطنیؒ نے ''المختلف والمؤتلف في أسماء الرجال ''، خطیب بغدادیؒ نے ''المؤتلف تكملة المختلف '' تالیف کی، آخر الذکر کتاب پر ابن ماکولاؒ نے ''الإكمال في المختلف والمؤتلف من أسماء الرجال '' کے نام سے اضافہ کیا۔ ''الإكمال '' میں انہوں نے ابومحمد عبدالغنی بن محمد سعید ازدیؒ کی ''المؤتلف والمختلف في أسماء نقلة الحديث '' اور ''مشتبه النسبه '' سے بھی استفادہ کیا، اس موضوع پر ابن ماکولاؒ نے ایک اور کتاب بھی لکھی، جس کا نام ''تهذيب مستمرّ الأوهام على ذوي المعرفة وأولي الأفهام '' ہے، پھر ابن نقطہؒ نے ابن ماکولاؒ کی ''الإكمال '' کا ذیل لکھا، اس موضوع پر ابن نقطہؒ کی ایک اور کتاب بھی ہے، جس کا نام ''التقييد لمعرفة رواة السنن والأسانيد '' ہے، ''المختلف والمؤتلف '' کے نام سے حضرموت کے ابن الطحان ابوقاسم یحیی بن علی اور ابوالمظفر محمد بن احمد ابی وردی کی تالیفات بھی ہیں، کچھ حضرات نے بعض مخصوص کتب حدیث کے رجال کا ذکر کیا ہے ، مثلاً ابونصر احمد بن محمد کلاباذیؒ نے ''أسماء رجال صحيح البخاري ''، ابوالولید باجیؒ اور پھر ابوبکر احمد بن علی بن منجویہ نے ''أسماء رجال صحيح مسلم '' تالیف کی، رجال الصحیحین پر ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن طبریؒ، ابو

ں الحسین غسانیؒ نے ''تقیید المهمل والمتميز المشكل في رجال الصحيحين'' اور عبدالغنی بحرانیؒ نے ''رّة العين في ضبط أسماء رجال الصحيحين'' لکھی، اس موضوع پر ابوالفضل بن طاہر اور امام حاکمؒ کی کتب می ہیں، مؤطا کے رجال پر محمد بن یحیی بن حجۃ، ہبۃ اللہ بن احمد اکفانیؒ نے ''رجال الموطا'' اور علامہ سیوطیؒ نے ''إسعاف المبطأ'' تالیف کی، ابوعلی الحسین غسانیؒ نے ''تسمية شيوخ ابی داؤد'' لکھی، مسند احمد کے رجال پر حافظ حسینیؒ نے ''الإكمال بمن في مسند احمد من الرجال ممن ليس في تهذيب الكمال'' لکھی، بعض حضرات نے اس کا نام ''الإكمال في ذكر من له رواية في مسند الإمام أحمد بن حنبل'' بتایا ہے، حافظ حسینیؒ سے بعض رجال چھوٹ گئے تھے، جن کا نورالدین ہیثمیؒ نے استدراک کیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے ''موطا، مسند الشافعي، مسند احمدؒ اور مسند أبي حنيفةؒ'' کے رجال پر ''تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة'' لکھی، مؤطا امام محمدؒ کے رجال پر زین الدین القاسم بن قطلوبغاؒ اور امام طحاویؒ کی ''شرح معاني الآثار'' کے رجال پر بدرالدین عینیؒ نے اور رجال مشکوۃ ''الإكمال في أسماء الرجال'' لکھی گئی، علاوہ ازیں پر مولانا سعید احمد حسینیؒ نے بھی رجال مشکوۃ پر ''تنقيح الرواة في أحاديث المشكاة'' تالیف کی۔

''أسماء المدلسين'' پر بھی محدثین نے کئی کتب لکھیں، اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب حسین بن علی بن یزید کرابیسیؒ نے تالیف کی، اس کے بعد امام نسائیؒ اور حافظ دارقطنیؒ نے اس موضوع پر لکھا، حافظ ذہبیؒ نے ان پر ایک ''ارجوزة'' لکھا تھا، بعد میں محدثین وقتاً فوقتاً ان ناموں میں اضافے کرتے رہے، جن میں زین الدین عراقیؒ، ان کے بیٹے ولی الدین احمد بن عبدالرحیم ابوزرعہؒ، برہان الدین حلبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ کے نام پیش پیش ہیں، حافظ ابن حجرؒ نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں (۱) ''تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس''، جس کا دوسرا نام ''طبقات المدلسين'' ہے۔ (۲) ''مراتب المدلسين''

اساتذہ اور شیوخ پر بھی مستقل معاجم لکھی گئی ہیں، حافظ سخاویؒ فرماتے ہیں ''میرے اندازے کے مطابق ایسی کتابیں ایک ہزار سے بھی زائد ہوں گی''، (الإعلان: ص ۱۱۸) جن حضرات نے اس موضوع پر کتب لکھی ہیں، ان میں حافظ سلفیؒ، قاضی عیاضؒ، حافظ سمعانیؒ ابن النجارؒ، حافظ منذریؒ، رشید الدین عطارؒ، امام برزالیؒ، ابن العدیمؒ اور حافظ طبرانیؒ پیش پیش ہیں۔ ''الموضح'' کے موضوع پر بھی کتب ملتی ہیں، اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں ان رواۃ کا ذکر ہوتا ہے، جو اپنے نام، کنیت، لقب وغیرہ میں سے کسی ایک سے مشہور ہوں، لیکن سلسلہ سند میں ان کا وہ مشہور نام، کنیت یا لقب نہ لیا گیا ہو، بلکہ غیر مشہور نام یا لقب وغیرہ ذکر کیا گیا ہو۔ ''من حدث ونسي'' کے موضوع پر بھی متعدد کتب لکھی گئی ہیں، جن میں امام دارقطنیؒ کی کتاب ''من حدث ونسي'' قابل ذکر ہے، ''من حدث ونسي'' سے مراد وہ راوی ہے، جس نے کسی وقت کوئی روایت بیان کی، لیکن بعد میں جب اس کے سامنے وہ روایت

رکھی گئی کہ آپ نے یہ کہا تھا تو وہ اس کا بیان کرنا بھول چکا ہو۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض راویوں یا ان کے آباء واجداد کے اسماء، کنیتیں، القاب یا نسبتیں ملتی جلتی ہیں، جس سے التباس پیدا ہوتا ہے، ان التباسات سے بچنے کے لئے بھی محدثین نے مستقل کتب تالیف کی ہیں، جیسے خطیب بغدادیؒ اور حافظ عبدالغنی مقدسیؒ کی "الکامل في ضعفاء الرجال" وغیرہ۔

بعض حضرات نے صرف صحابہ کرامؓ پر کتابیں لکھیں، جیسے ابن عبدالبرؒ کی "الاستیعاب" اور حافظ ابن حجرؒ کی "الإصابة في تمییز الصحابة" وغیرہ۔ بعض محدثین نے صرف ثقہ راویوں پر کتابیں تالیف کیں، جیسے "کتاب الثقات لابن حبان" وغیرہ۔ بعض حضرات نے مخصوص علاقہ کے راویوں پر کتابیں لکھیں، جیسے خطیب بغدادیؒ کی "تاریخ بغداد"۔ اسی طرح بعض حضرات نے رواۃ کو طبقات میں تقسیم کر کے کتابیں لکھیں، جیسے ابن سعدؒ کی "الطبقات الکبریٰ" اور حافظ ذہبیؒ کی "تاریخ الإسلام" اور "تذکرۃ الحفاظ" وغیرہ۔ بعض حضرات نے القاب پر کتابیں لکھیں جیسے ابوبکر شیرازیؒ اور علامہ ابن جوزیؒ وغیرہ۔ بعض نے انساب پر کتابیں لکھیں جیسے ابوسعد سمعانیؒ، ابن الاثیر جزریؒ اور علامہ سیوطیؒ وغیرہ۔ خاص کمزور راویوں پر بھی محدثین نے کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے ابن عدیؒ کی "الکامل في ضعفاء الرجال" ابن حبانؒ اور ابوجعفر عقیلیؒ کی کتاب "الضعفاء" وغیرہ، اس موضوع پر یحیی بن معینؒ، ابوزہرہ رازیؒ، امام بخاریؒ، امام نسائیؒ، عمرو بن علی فلاسؒ، امام دارقطنیؒ، امام حاکمؒ، ابوالفتح ازدیؒ، ابن السکنؒ اور علامہ ابن جوزیؒ نے بھی کتابیں تالیف کیں۔

زیر تبصرہ کتاب "میزان الاعتدال"

زیر تبصرہ کتاب "میزان الاعتدال في نقد الرجال" حافظ ذہبیؒ کی وہ شہرہ آفاق کتاب ہے، جس نے انہیں شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا، یہ کتاب بھی ضعیف اور مجروح راویوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے، اس باب میں اس سے زیادہ جامع اور کامل کتاب نہیں لکھی گئی، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "ألف الحفاظ في أسماء المجروحين كتبا كثيرة، كل منهم على مبلغ علمه، ومقدار ماوصل إليه اجتهاده، ومن أجمع ماوقفت عليه في ذلك كتاب "الميزان" الذي ألفه الحافظ أبو عبد الله الذهبي" (لسان الميزان: ۱/ ٤) ان کے شاگردوں مثلاً تاج الدین سبکیؒ اور حافظ حسینیؒ ان کے معاصرین اور بعد میں آنے والے حضرات محدثین نے بھی اس کتاب کی انتہائی تعریف کی ہے اور اسے ان کی تمام کتابوں میں سب سے زیادہ ممتاز، احسن اور جلیل القدر قرار دیا۔ (طبقات الشافعية الكبرى للسبكيؒ: ۹/ ۱۰٤، ذیل تذکرۃ الحفاظ للحسینیؒ: ص ۲۵، الذهبي ومنهجه للدكتور بشار عوّاد معروف: ص ۱۹۳-۲۰۱) علامہ شمس الدین سخاویؒ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے

ہیں: ''وعوّل علیه من جآء بعده'' (الإعلان بالتوبیخ: ص ۵۸۷)۔

اس کتاب کی جلالت شان اور عظمت کی وجہ سے اہل علم نے نقد، تعلیق، استدراک، تلخیص وغیرہ مختلف حوالوں سے اس پر کام کیا ہے، ان کے شاگرد حافظ ابو المحاسن حسینیؒ نے اس پر ایک تعلیق لکھی ہے، جس میں انہوں نے ''میزان الاعتدال'' میں حافظ ذہبیؒ سے صادر ہونے والے کئی اوہام پر متنبہ کیا ہے، علاوہ ازیں اس میں انہوں نے کئی ناموں کا اضافہ بھی کیا ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''وله تعلیق علی المیزان، بین فیه کثیر امن الأوهام، واستدرك علیه عدة أسماء، وقفت علی قدر یسیر منه ـ قد احترقت أُطرافه ـ لمّا دخلت دمشق سنة ستٍ وثلاثین'' (الدرر الکامنة: ۴/ ۱۸۰) انہی کے شاگرد حافظ ابن کثیرؒ نے ''التکمیل في الجرح والتعدیل ومعرفة الثقات والضعفاء والمجاهیل'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں انہوں نے ''میزان الاعتدال'' اور حافظ مزیؒ کی ''تهذیب الکمال'' کے مواد کو سمیٹتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ بھی کیا (الذهبيّ ومنهجه للدکتور بشار عواد: ص ۱۹۹) حافظ عراقیؒ نے اس پر ایک ذیل لکھا، چنانچہ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: ''وذیّل علیه الزین العراقي في مجلد'' (الإعلان بالتوبیخ: ص ۵۸۷) حافظ برهان الدین ابراہیم بن محمد حلبی (المعروف بسبط ابن العجمی) نے بھی اس پر ایک ذیل لکھا، بلکہ ایک پوری کتاب تالیف کی، جس کا نام ''نقد النقصان في معیار المیزان'' ہے یہ ایک جلد میں ہے، (البدر الطالع للشوکانيؒ: ۱/ ۲۸) ''میزان الاعتدال'' کی قابل قدر خدمت حافظ ابن حجرؒ نے کی ہے، انہوں نے میزان الاعتدال پر ''تحریر المیزان'' اور ''لسان المیزان'' کے نام سے دو کتابیں لکھیں، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ''وقد کنت أردت نسخه علی وجهه، فطال عليّ، فرأیت أن أحذف منه أسماء من أخرج له الأئمة الستة في کتبهم أو بعضهم، فلمّا ظهرلي ذلك، استخرت الله تعالیٰ، وکتبت منه مالیس في تهذیب الکمال...... ثم إني زدت في الکتاب جملة کثیرة ...... وسمّیته لسان المیزان'' (مقدمة لسان المیزن: ص ۴) علامہ سخاویؒ نے حافظ ابن حجرؒ کے کہنے پر ''لسان المیزان'' کی نظر ثانی کی، بعد میں خود حافظ ابن حجرؒ نے ''تقویم اللسان'' اور ''تقریب اللسان'' کے نام سے ''لسان المیزان'' کی دو تلخیصیں لکھیں، علامہ سخاویؒ نے بھی اس پر کچھ اضافے کیے ہیں، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں ''ولي علیه بعض زوائد'' (الإعلان بالتوبیخ: ص ۵۸۷)۔ حاجی خلیفہؒ کے مطابق علامہ سیوطیؒ نے بھی اس پر ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ''زوائد اللسان علی المیزان'' ہے (کشف الظنون: ۲/ ۱۹۱۸، ۱۹۱۷)۔ لسان المیزان کا ایک جدید ایڈیشن شیخ عبدالفتاح ابوغدة کی تحقیق کے ساتھ چھپا ہے۔

''میزان الاعتدال'' کی ترتیب

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے کہ ''میزان الاعتدال'' کا موضوع بحث کمزور اور مجروح راوی ہیں، تاہم حافظ ذہبیؒ نے

اس میں ان ثقہ اورثبت راویوں کا تذکرہ بھی کیا ہے، جن پر بعض ائمہ جرح وتعدیل نے جرح کی ہے، ان متکلم فیہ ثقہ راویوں کا تذکرہ کرنے سے ان کا مقصود ان کا دفاع کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کے بارے میں جارح کی جرح غیر موثر اور نا قابل التفات ہے، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں: ''فأصله وموضوعه في الضعفاء وفيه خلق......من الثقات ،ذكرتهم للذبّ عنهم ،ولأن الكلام فيهم غير مؤثر ضعفا'' (ميزان الاعتدال:٤/٦١٦) نیز کتاب کے دیباچہ میں فرماتے ہیں: ''فيه من تكلم فيه مع ثقته وجلالته بأدنى لين،وبأقل تجريح ،فلولا أن ابن عدي أو غيره من مؤلفي كتب الجرح ذكروا ذلك الشخص ،لما ذكرته لثقته'' (مقدمة ميزان الاعتدال:ص ٢)۔

حافظ ذہبیؒ نے ''ميزان الاعتدال'' کی تصنیف کے بعد ایک مستقل طویل اور عمدہ فصل لکھی، جس میں انہوں نے ''ميزان الاعتدال'' میں ثقہ راویوں کو ذکر کرنے کی وجہ بیان فرمائی ہے، ان کے شاگرد تاج الدین سبکیؒ نے اس کے بعض مفید اقتباسات اپنی کتاب ''طبقات الشافعية'' میں حافظ ذہبیؒ کے ترجمہ کے ذیل میں ذکر کیے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''ويعجبني من كلام شيخنا أبي عبدالله الحافظ فصلٌ ذكره بعد تصنيف كتاب'' الميزان ''وأنا مورد بعضه ،قال:قد كتبت في مصنَّفي ''الميزان'' عددا كثيرامن الثقات الذين احتّج البخاري أو مسلم أو غيرهما بهم،لكون الرجل منهم قد دُوِّن اسمه في مصنَّفات الجرح ،وما أوردتهم لضعف فيهم عندي ،بل ليعرف ذلك ،وما يزال يمرّ بي الرجل الثبت ،فيه مقال من لا يعبأبه ،ولو فتحنا هذا الباب على نفوسنا ،لدخل فيه عدّه من الصحابة والتابعين والأئمة.........(طبقات الشافعية الكبرى:٥/٢١٩ــــ٢٢١)۔

''ميزان الاعتدال'' میں اس طرح کے ثقہ راویوں کی مثالیں بکثرت ہیں، بطور مشتے نمونہ از خروارے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ جعفر بن ایاس واسطیؒ جو ثقہ راوی ہیں، کے ترجمہ میں وہ فرماتے ہیں: أحد الثقات ،أورده ابن عديّ في كامله فأساء'' (ميزان الاعتدال:١/٤٠٢) اویس قرنیؒ کے ترجمہ میں انہوں نے فرمایا: ''ولولا أن البخاريّ ذكر أويسا في ''الضعفاء'' ،لما ذكرته أصلاً ،فإنه من أولياء الله الصادقين ،وماروى الرجل شيئا فيضعّفَ أو يوثّقَ من أجله'' (ميزان الاعتدال:١/٢٧٩) ۔ جعفر بن حیان عُطاردی بصری کے ترجمہ میں فرمایا: ''مارأيت أحدا سبق ابن الجوزي إلى تليينه بوجه ،وإنما أوردته ليعرف أنه ثقه ،ويسلم من قالَ وقيلَ'' (ميزان الاعتدال:١/٤٠٦)۔

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں ان راویوں کا ذکر نہیں کیا، جن کے متعلق یہ الفاظ کہے گئے ہیں: ''محله الصدق''، ''لابأس به''، ''هو صالح الحديث''، ''يكتب حديثه''، ''هو شيخ''، کیونکہ یہ اور

ان جیسے دیگر کلمات عدمِ ضعف مطلق پر دلالت کرتے ہیں۔اسی طرح انہوں نے ان متاخرین راویوں کا تذکرہ بھی نہیں کیا، جن پر کلام کیا گیا ہے، سوائے ان کے جن کا ضعف واضح ہو چکا ہو، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: ''نعم ،وكذلك من قد تكلم فيه من المتأخرين ،لا أورد منهم إلا من قد تبين ضعفه ،واتضح أمره من الرواة،إذالعمدة في زماننا ليس على الرواة ،بل على المحدثين ،والمقيدين،والذين عرفت عدالتهم ،وصدقهم في ضبط أسماء السامعين'' (مقدمة ميزان الاعتدال: ص ٤)۔

''ميزان الاعتدال'' کے استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ذہبیؒ نے اس میں دس قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے

(۱) جان بوجھ کر جھوٹ بولنے اور حدیثیں گھڑنے والے راوی۔

(۲) وہ راوی جن کا سماع ثابت نہیں ہے، مگر وہ سماع کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں۔

(۳) وہ راوی جن پر حدیثیں گھڑنے یا غلط بیانی اور جعل سازی کا الزام ہے۔

(۴) وہ راوی جو عام معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں، مگر حدیث نبوی کے سلسلے میں اس سے احتراز کرتے ہیں۔

(۵) وہ متروک اور تباہ حال راوی جو اکثر غلطی کرتے ہیں اور ان کی حدیث قابل ترک اور روایت نا قابل اعتماد ہے۔

(۶) وہ حفاظ راوی جن کے دین میں رقت اور عدالت میں کمزوری ہے۔

(۷) وہ راوی جو حفظ کے اعتبار سے ضعیف ہیں، ان سے اوہام واغلاط صادر ہوتے ہیں اور ان کی حدیثیں مطلقاً متروک نہیں ہوتیں، شواہد اور متابعات میں ان کو پیش کیا جا سکتا ہے، البتہ عقائد اور حلال وحرام میں ان سے احتجاج درست نہیں ہوتا۔

(۸) وہ صادق محدثین یا مستور شیوخ جن میں کچھ نرمی اور لچک ہے اور وہ ثبت اور متقن راویوں کے ہم پلہ نہیں ہیں۔

(۹) وہ بے شمار مجہول راوی جنہیں امام ابوحاتم رازیؒ نے ''مجهول'' کہا ہے، یا دیگر ائمہ جرح وتعدیل نے ان کے بارے میں ''لايعرف''، ''فيه جهالة''، ''يجهل'' یا ایسے الفاظ کہے ہیں جو شیخ کی صدق کے ساتھ عدمِ شہرت پر دلالت کرتے ہیں۔

(۱۰) وہ ثقہ اور ثبت شیوخ جن میں بدعت پائی جاتی ہے، یا وہ ثقہ راوی جن کے بارے میں جارح کی جرح نا قابل التفات ہے، کیونکہ جارح متعنت ہے اور جرح کے سلسلہ میں اس نے جمہور نقاد کی مخالفت کی ہے۔

حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب کو آٹھ (۸) اقسام میں منقسم کیا ہے۔قسم اول میں حروف تہجی کی ترتیب سے مردوں اور خواتین کے تراجم مذکور ہیں، جن کی تعداد تقریباً نو ہزار نو سو چھبیس (۹۹۲۶) ہے، یہ قسم علی محمد البجاوی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہونے والے نسخہ کی پہلی تین جلدوں اور چوتھی جلد کے اکثر حصہ پر مشتمل ہے۔قسم ثانی کنیتوں کی ترتیب سے تراجم پر مشتمل ہے، اس قسم میں ان کنیتوں کا بیان ہے، جو ''ابــــو'' سے شروع ہوتی ہیں، ان کی تعداد آٹھ سو

اٹھائیس (۸۲۸) ہے۔قسم ثالث میں ان راویوں کا تذکرہ ہے، جو اپنے والد کی نسبت سے مشہور ہیں اور ان کے ناموں کی ابتداء ''ابـــن '' سے ہوتی ہے، ان کی تعداد چھیانوے (۹۶) ہے، اسی قسم کے آخر میں انہوں نے ایک ''فصل من ذلك '' کے نام سے ایک فصل ذکر کی ہے، جس میں ان راویوں کا تذکرہ ہے، جو اپنے چچا کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کے ناموں کی ابتداء ''ابن أخی '' سے ہوتی ہے، ان کی تعداد سات (۷) ہے۔قسم رابع انساب کے بیان میں، جن کی تعداد پچپن (۵۵) ہے۔قسم خامس مجہول الاسم راویوں کے بیان میں ہے، ان کی تعداد انیس (۱۹) ہے۔قسم سادس مجہول خواتین کے بیان میں ہے، جن کی تعداد بہتر (۷۲) ہے۔قسم سابع خواتین کی کنیتوں کے بیان میں ہے، جن کی تعداد تینتیس (۳۳) ہے۔قسم ثامن ان خواتین کے بیان میں ہے، جن کا نام معلوم نہیں ہے اور اپنے بیٹوں کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کے ناموں کے شروع میں ''والدۃ'' آتا ہے، ان کی تعداد سولہ (۱۶) ہے

بیان تراجم میں حافظ ذہبیؒ نے حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے، یہی ترتیب انہوں نے آباء کے تراجم میں بھی اختیار کی ہے، اس طرح تراجم کی تلاش میں جو آسانی ہوتی ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، راویوں کا تذکرہ کرتے وقت وہ عموماً صاحب ترجمہ کا نام، نسب، نسبت، کنیت، اور لقب ذکر کرتے ہیں، بعدازاں صاحب ترجمہ کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی آراء ذکر کرتے ہیں اور جہاں ان کا کسی راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کی رائے سے اختلاف ہوتو اسے بیان کرتے ہیں اور آخر میں اپنا فیصلہ صادر کرتے ہیں، صاحب ترجمہ جن راویوں سے روایت کرتا ہے، انہیں بھی بیان کردیتے ہیں، نیز صاحب ترجمہ کی روایت کردہ حدیث بھی ذکر کرتے ہیں مگر اس کا ہر جگہ انہوں نے اہتمام نہیں کیا ہے، بسا اوقات آخر میں اس کا سن وفات بھی بیان کردیتے ہیں، حافظ ذہبیؒ نے صحاح ستہ کے راویوں کی طرف اشارہ کرنے کے لئے رموز بھی استعمال کیے ہیں، صحیح بخاری کے راویوں کے لئے ''خ''، صحیح مسلم کے راویوں کے لئے ''م''، سنن ابی داؤد کے راویوں کے لئے ''د'' سنن ترمذیؒ کے راویوں کے لئے ''ت''، سنن نسائی کے راویوں کے لئے ''س'' اور سنن ابن ماجہ کے راویوں کے لئے ''ق''، صحاح ستہ کے راویوں کے لئے ''ع'' اور سنن اربعہ کے راویوں کے لئے ''عو'' کا رمز استعمال کیا۔(مقدمة میزان الاعتدال: ص ۲) نیز وہ کبھی کبھار صاحب ترجمہ کے نام سے پہلے ''صح '' کا رمز بھی استعمال کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصود اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی توثیق پر عمل ہے (مقدمة لسان المیزان : ص ۹)۔

حافظ ذہبیؒ سے صادر ہونے والے سہو

حافظ ذہبیؒ کی جلالت شان اور ان کے محیر العقول حافظہ کے بارے میں دو آراء نہیں ہوسکتیں، بلاشبہ وہ عظیم محدث اور فن اسماء الرجال کے عبقری ماہرین میں سے تھے، مگر اس کے باوجود وہ انسان تھے، اور انسان سے غلطی بلکہ غلطیاں

ہوسکتی ہیں کہ غلطی کرنا ایک طرح سے انسان کی ذاتی ہے اور ذاتی کا ذات سے انفکاک محال ہے، حافظ ذہبیؒ سے بھی میزان الاعتدال میں کافی سہو ہوئے ہیں، مثلاً کتاب کے مقدمہ میں انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ کتاب میں حضرات صحابہ کرامؓ کی جلالت شان کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کریں گے، ان کی عبارت ملاحظہ ہو: "...... من الصحابة فإنّي أسقطهم لجلالة الصحابة، ولاأذكرهم في هذا المصنف ،فإن الضعف إنما جاء من جهة الرواة إليهم" (مقدمة ميزان الاعتدال:ص ٢) ۔ اس شرط کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ کتاب میں حضرات صحابہ کرامؓ کا ذکر نہ کرتے، مگر انہوں نے اپنی اس شرط کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف اپنی کتاب میں بعض صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا، بلکہ انہیں پہچاننے سے بھی انکار کردیا ہے، حالانکہ خود انہوں نے ان میں سے بعض حضرات کا تذکرہ اپنی دیگر تصانیف میں کیا ہے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں، حضرت مدلاج بن عمرو سلمیؓ کے ترجمہ میں وہ فرماتے ہیں: "لايُدرى من هو؟" (ميزان الاعتدال:٤/٨٦) ۔ حالانکہ مدلاج بن عمرو سلمیؓ جلیل القدر بدری صحابی ہیں، جو غزوۂ بدر اور غزوہ احد سمیت تمام معرکوں میں شریک ہوئے، ان کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا، صحابہ کرامؓ کے تراجم پر جن حضرات نے کتابیں لکھی ہیں، سب نے ان کا تذکرہ کیا ہے، بلکہ خود حافظ ذہبیؒ نے بھی اپنی کتاب "تجريد أسماء الصحابة" میں ان کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: "مدلج بن عمرو السلمي" ويقال مدلاج ، من حلفاء بني عبد شمس ،توفي سنة ٥٠ هـ،ترجم له ابن منده وأبو نعيم وابن عبد البر" (تجريد أسماء الصحابة:٢/٦٦) ۔ اسی طرح حضرت سوّار بن عمروؓ کے ترجمہ میں وہ فرماتے ہیں: "لايُدرى من هو؟" (ميزان الاعتدال:٢/٢٤٦) ۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر چار مواخذے کیے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ مجہول نہیں ہیں بلکہ صحابیؓ ہیں، دوسرا مواخذہ یہ ہے کہ "سوّار" کے والد کا نام "عمر" نہیں بلکہ "عمرو" ہے (راجع لسان الميزان:٣/١٢٨__١٢٧) ۔

اسی طرح حافظ ذہبیؒ نے ابان بن حاتمؒ کے ترجمہ کے ذیل میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ جس راوی کے متعلق میں "مجهول" کہوں اور اسے کسی قائل کی طرف منسوب نہ کروں تو سمجھ لو کہ یہ ابوحاتمؒ کا قول ہے، ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: "اعلم أن كل من أقول فيه "مجهول" ،ولا أسند إلى قائل، فإن ذلك قول أبي حاتم فيه، وسيأتي من ذلك شيءٌ كثير جدا ،فاعلمه" (ميزان الاعتدال: ١/٦) اس ضابطہ پر عمل کرنے میں بھی ان سے سہو ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے کتاب میں متعدد مقامات پر راوی کو "مجهول" کہا ہے اور اسے کسی قائل کی طرف منسوب بھی نہیں کیا، اب ضابطہ کے مطابق چاہئے تو یہ تھا کہ یہ قول ابوحاتمؒ کا قول ہوتا، حالانکہ وہ ابوحاتمؒ کے بجائے خود ان کا قول ہوتا ہے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں، اياس بن نُذَير ضبّي كوفي کے ترجمہ میں وہ فرماتے ہیں: "ذكره ابن أبي حاتم و بيّض ،مجهول" (ميزان الاعتدال:١/٢٨٣) یہاں انہوں نے "مجهول" کا لفظ کسی قائل کی طرف منسوب نہیں کیا، ان کے ذکر کردہ ضابطہ کے مطابق یہ ابوحاتمؒ کا قول ہونا چاہئے تھا، مگر یہ ان کا

قول نہیں، کیونکہ ابن ابی حاتمؒ نے "الجرح والتعدیل" (۲۸۲:۱/۱) میں ایاس بن نذیر کا ترجمہ ذکر کیا ہے، مگر اسے "مجهول" نہیں کہا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابوحاتمؒ کا قول نہیں ہے، بلکہ خود حافظ ذہبیؒ کا قول ہے، اسی طرح عبداللہ بن ابراہیم غفاری کے ترجمہ میں انہوں نے "زيد بن أبي نعيم أخو نافع" کو "مجهول" قرار دیا اور اس قول کی نسبت کسی کی طرف نہیں کی۔ (ميزان الاعتدال: ۲ /۲۸۹) مگر حسب ضابطہ یہ ابوحاتمؒ کا قول نہیں ہے بلکہ خود حافظ ذہبی کا قول ہے، کیونکہ ابوحاتمؒ نے زید بن ابی نعیم پر سرے سے کلام ہی نہیں کیا (لسان الميزان: ۲/۵۰۹)۔

جرح وتعدیل میں حافظ ذہبیؒ کا اصول

حافظ ذہبیؒ راویوں پر جرح وتعدیل کرتے وقت انتہائی احتیاط اور باریک بینی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ راوی پر نقد میں نہ ہی تعنت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ ہی تساہل سے کام لیتے ہیں، بلکہ اس سلسلے میں وہ افراط وتفریط کے درمیان رہتے ہوئے نہایت اعتدال کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کی تائید اس مثال سے ہوتی ہے، وہ ابان بن تغلب کوفی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "شيعيّ جلد، لكنه صدوق، فلنا صدقه، وعليه بدعته" (ميزان الاعتدال: ۱/۵)۔ نقد رجال کے سلسلے میں حافظ ذہبیؒ انتہائی نپے تلے الفاظ استعمال کرتے ہیں، انہوں نے تعدیل اور جرح میں استعمال ہونے والے کلمات کی درجہ بندی کی ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں کلمات تعدیل کی درجہ بندی انہوں نے یوں کی ہے: "فأعلى العبارات في الرواة المقبولين، ثبت حجة، وثبت حافظ، وثقة متقن، وثقة ثقة، ثم ثقة صدوق، ولابأس به، وليس به بأس، ثم محلّه الصدق، وجيّد الحديث، وصالح الحديث، وشيخ وسط، وشيخ حسن الحديث، وصدوق إن شاء الله، وصويلح، ونحو ذلك" (مقدمة ميزان الاعتدال: ص ٤) .... بعد ازاں کلمات جرح کی درجہ بندی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وأردى عبارات الجرح: دجّال كذّاب، أووضّاع يضع الحديث، ثم متهم بالكذب، ومتفق على تركه، ثم متروك ليس بثقة، وسكتوا عنه، وذاهب الحديث، وفيه نظر، وهالك، وساقط، ثم واهٍ بمرة، وليس بشيء، وضعيف جدًا، وضعّفوه، وضعيف واهٍ، ومنكر الحديث، ونحو ذلك، ثم يضعف فيه ضعف، وقد ضعف، ليس بالقوي، ليس بحجة، ليس بذاك، يعرف وينكر، فيه مقالٌ، تكلم فيه، لين، سيئ الحفظ، لايحتج به، اختلف فيه، صدوق لكنه مبتدع، ونحو ذلك من العبارات التي تدل بوضعها على اطراح الراوي بالأصالة، أو على ضعفه، أو على التوقف فيه، أو على جواز أن يحتج به مع لين فيه" (مقدمة ميزان الاعتدال: ص ٤)۔

نقد کے وقت حافظ ذہبیؒ کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی عالم پر لگائے گئے بعض الزامات اور تہمتیں حتی الامکان دفع کریں،

اس مقصد کے لئے وہ اس عالم کے اقوال، جن کی بناء پر اس کو متہم کیا گیا ہے، کی مناسب توجیہ کرتے ہیں اور اس کے لئے مناسب محمل تلاش کر کے اس پر لگائے گئے الزامات کو دفع کرتے ہیں۔ مثلاً حافظ ابو حاتم بن حبان بستی پر بعض علماء نے اس وقت زندیق ہونے کا فتوی لگایا، جب انہوں نے یہ قول کیا:"إن النبوة هي العلم والعمل"، یہاں تک کہ ان کے اس قول کی وجہ سے خلیفہ وقت نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا، حافظ ذہبیؒ ان پر زندقہ کی تہمت کو دفع کرنے کی غرض سے ان کے اس قول کی یوں توجیہ کرتے ہیں:"ولقوله هذا محمل سائغ، إن كان عناه، أي عماد النبوة العلم والعمل، لأن الله لم يؤتِ النبوة والوحي إلّا من اتصف بهذين النعتين......" (ميزان الاعتدال:۳/۵۰۷)۔

وہ مصادر جن سے استفادہ کیا گیا

حافظ ذہبیؒ نے"میزان الاعتدال"کی تالیف میں جن ائمہ جرح وتعدیل کی کتب سے استفادہ کیا، ان میں یحیی بن سعید القطانؒ، یحیی بن معینؒ، علی بن مدینیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، عمرو بن علی فلاسؒ، ابوخیثمہؒ، ابوزرعہ رازیؒ، ابوحاتم رازیؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابواسحاق جوزجانی سعدیؒ، امام نسائیؒ، امام ابن خزیمہؒ، دولابیؒ، ابوجعفر عقیلیؒ، ابن حبانؒ، ابن عدیؒ، امام دار قطنیؒ، ابن ابی حاتمؒ اور حاکم نیشاپوریؒ شامل ہیں، انہوں نے اپنی کتاب"میزان الاعتدال"میں ان تمام حضرات کی کتب کا مواد سمیٹا،"میزان الاعتدال"انہوں نے اپنی کتاب"المغني في الضعفاء"کی تالیف کے بعد لکھی،"میزان"میں انہوں نے کئی راویوں کا اضافہ کیا، جو"المغني"میں نہیں تھے، ان میں سے اکثر راویوں کا اضافہ انہوں نے شیخ ابوالعباس احمد بن محمد بن مفرج البنانی اشبیلیؒ کی"كتاب الحافل في تكملة الكامل"سے کیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:"ألفته بعد "المغني"، وطوّلت العبارة، وفيه أسماء عدة من الرواة زائد اعلى من في "المغني"، زدت معظمهم من الكتاب "الحافل" المذيل على الكامل لابن عديّ" (مقدمة ميزان الاعتدال: ص ۱)۔

ائمہ جرح وتعدیل پر حافظ ذہبیؒ کا نقد

حافظ ذہبیؒ نے صرف ان کتابوں سے مواد سمیٹنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اپنی کتاب میں بعض ائمہ جرح وتعدیل کی گرفت اور ان کی کتب پر زبردست نقد بھی کیا ہے، مثلاً ابان بن یزید العطار کے ترجمہ میں وہ علامہ ابن جوزیؒ اور ان کی کتاب"الضعفاء"پر یوں نقد کرتے ہیں:"قد أورده أيضا العلامة ابن الجوزي في "الضعفاء"، ولم يذكر فيه أقوال من وثقه، وهذا من عيوب كتابه، يسرد الجرح، ويسكت عن التوثيق" (ميزان الاعتدال: ۱/۱۶)۔ علی بن المدینیؒ کے ترجمہ میں وہ ابوجعفر عقیلیؒ اور ان کی کتاب"الضعفاء"

کا یوں مؤاخذہ کرتے ہیں: ”ذكره العقيلي في كتاب "الضعفاء" فبئس ما صنع......وهذا أبو عبدالله البخاريؒ ......ونا هيك به ـ قد شحن صحيحه بحديث ابن المدينيؒ“ (ميزان الاعتدال: ۲/ ۲۳۰)۔ عبدالعزیز بن ابی روّاد کے ترجمہ میں ابن عدی اوران کی ”الکامل“ پر وہ یوں نقد کرتے ہیں: ”هذا من عيوب كامل ابن عديّ ،يأتي في ترجمة الرجل بخبر باطل ،لا يكون حدّث به قطّ ،و إنما وضع من بعده “(ميزان الاعتدال: ۲/ ۶۲۹) ۔ابان بن سفیان مقدسی کے ترجمہ میں ابوحاتمؒ پر یوں گرفت کرتے ہیں: ”قال أبو حاتم ...... روى أشياء موضوعة وعنه محمد بن غالب الأنطاقي حديثين......قلت :حكمك عليهما بالوضع ،بمجرد دما أبديت:حكم فيه نظر ،لا سيما خبر الثنيّة“ (ميزان الاعتدال: ۱/ ۷)۔سفیان بن عیینہ کے ترجمہ میں یحیی بن سعید القطان پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ” يحيى بن سعيد القطان متعنت في الرجال “(ميزان الاعتدال: ۱/ ۳۹۷) ۔اشعث بن عبدالرحمن الیامی کے ترجمہ میں امام نسائیؒ کا یوں مؤاخذہ کرتے ہیں: ”وأسرف النسائي في قوله :ليس بثقة ،ولا يكتب حديثه“ (ميزان الاعتدال: ۱/ ۲۶۶)۔

حافظ ذہبیؒ پر انتقادات اوران کا جائزہ

بعض حضرات نے حافظ ذہبیؒ پر الزام لگایا ہے کہ انہوں نے صوفیہ اور اولیاء امت پر طعن وتشنیع کی ہے، مثلاً مشہور مؤرخ علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی یمنیؒ نے اپنی کتاب ”مرآۃ الجنان“ میں کئی مقامات پر حافظ ذہبیؒ کے بعض صوفیہ مثلاً حسین بن منصور حلاج، امام غزالی، احمد رفاعی، ابوالحسن شاذلی، ابوعبداللہ تلمسانی، عفیف الدین سلیمان بن علی تلمسانی، ابومحمد مرجانی، سلیمان ترکمانی اور عبداللہ بن محمد اصبہانی پر طعن کی نشاندہی کی ہے، (مرآۃ الجنان: ۲/ ۲۶۰، ۳/ ۴۰۹، ۲۲۵، ۴/ ۲۶۵، ۲۵۳، ۲۳۴، ۲۱۶، ۲۰۰، ۱۴۲)۔عبدالوہاب شعرانیؒ نے بھی حافظ ذہبیؒ پر نقد کیا ہے، فرماتے ہیں: ”مع أن الحافظ الذهبي كان من أشدالمنكرين على الشيخ ـأي محيي الدين بن العربي ـوعلى طائفة الصوفية هو وابن تيمية“ (اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر: ۱/ ۸) ان کے شاگرد تاج الدین سبکیؒ نے بھی ان پر تنقید کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ” هذاشيخنا الذهبي، له علم وديانة، وعنده على أهل السنة تحامل مفرط ،فلايجوز أن يعتمد عليه...... “(طبقات الشافعية الكبرى: ۱/ ۱۹۰) ۔علامہ سیوطیؒ بھی انہی ناقدین میں داخل ہیں، وہ فرماتے ہیں: ” إن غـرّك دندنة الذهبي ،فقدندن على الإمام فخر الدين بن الخطيب ذي الخطوب ،وعلى أكبر من الإمام وهو أبو طالب المكي......وعلى أكبر من أبي طالب ،وهو الشيخ أبو الحسن الأشعري...... وكتبه مشحونة بذلك :"الميزان"، و"التاريخ"، و"سير النبلاء" ـأفقابل أنت كلامه في هؤلاء ؟ كلّا والله ،لا يقبل

کلامہ فیھم: بل نو صلھم حقھم، ونوفیھم "(الرفع والتکمیل في الجرح والتعدیل: ص ۳۱۹، ۳۲۰)۔

مگر ان حضرات کے حافظ ذہبیؒ پر یہ انتقادات بلا جواز ہیں، حافظ ذہبیؒ صوفیہ اور اولیاء امت کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں، اگر بعض صوفیہ سے خلاف شرع صادر ہونے والے اقوال پر حافظ ذہبیؒ نے رد کر دیا اور ان کی گرفت کر دی تو اس میں کون سی قباحت ہے، صوفیہ بھی انسان ہیں، ان سے خلاف شرع اقوال واعمال صادر ہو سکتے ہیں، حافظ ذہبیؒ عبقری عالم تھے، ان کی تحقیق کے مطابق اگر وہ اقوال وافعال خلاف شرع تھے تو شرعاً ان پر لازم تھا کہ وہ ان پر رد کرتے اور علمی دیانت کا تقاضا بھی یہی ہے، مگر اس سے یہ بات اخذ کرنا کہ وہ صوفیہ کی بے ادبی کرتے ہیں، بالکل درست نہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں صوفیہ کے تراجم میں انتہائی طول سے کام لیا ہے، ان کی کرامات اور مناقب تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں، مثلاً اویس قرنیؒ جو بہت بڑے صوفی تھے، ان کا دفاع کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں "ولولا أن البخاريّ ذکر أویسا في "الضعفاء" لما ذکرته أصلاً، فإنه من أولیاء الله الصالحین "(میزان الاعتدال: ۱/۲۷۷-۲۸۲)، بعد ازاں انہوں نے اویس قرنیؒ کے مناقب وفضائل میں تقریباً چار صفحات لکھے، جو ان کی اولیاء اللہ سے محبت پر بڑی دلیل ہے، اسی طرح ایک اور صوفی اور ولی اللہ امام سعید بن عبد العزیز تنوخی دمشقیؒ کے ترجمہ میں ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "کان أیضا من العباد القانتین ...... وکان ممن یحیي اللیل، رضي الله عنه وأرضاه "(میزان الاعتدال: ۲/۱۴۹) ۔ایک اور مقام پر صوفیہ اور اولیاء اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حسّن الظن بالصوفیة "(میزان الاعتدال: ۲/۲۶۶، ۳/۲۱۴) ۔اگر حافظ ذہبیؒ کو صوفیہ سے لگاؤ اور محبت نہ ہوتی تو وہ صوفیہ کے بارے میں حسن ظن کی تلقین کیوں کرتے؟ تاج الدین سبکیؒ کے انتقادات کا تفصیلی جائزہ ہم گذشتہ سے پیوستہ شمارہ بابت ماہ محرم میں "سیر أعلام النبلاء "کے تعارف کے ذیل میں لے چکے ہیں۔

"میزان الاعتدال" میں امام اعظمؒ پر امام نسائیؒ کی جرح اور اس کی حقیقت

"میزان الاعتدال "کے بعض موجودہ مطبوعہ نسخوں میں امام نسائیؒ نے حفظ کی رو سے امام اعظم ابوحنیفہؒ پر جرح کی ہے (میزان الاعتدال، ص۲۶، ج۴)، قطع نظر اس سے کہ امام نسائیؒ جرح میں متعنت اور متشدد ہیں، حقیقت یہ ہے کہ "میزان" کے بعض نسخوں میں امام اعظمؒ کا یہ ترجمہ "دسّ من البغاة" ہے، شر پسندوں نے امام اعظمؒ کے ساتھ عداوت میں آکر اپنی طرف سے اس ترجمہ کا اضافہ کیا ہے، حافظ ذہبیؒ نے تو سرے سے امام صاحبؒ کا ترجمہ ذکر ہی نہیں کیا، یہ تو خود ان کی اپنی شرط کے خلاف ہے، جو کتاب کے مقدمہ میں انہوں نے ذکر کی ہے، کتاب کے مقدمہ

میں انہوں نے فرمایا:" وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحد الجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفةؒ، والشافعيؒ والبخاريؒ ...... "(مقدمة ميزان الاعتدال: ص ۲)۔ علامہ عراقیؒ فرماتے ہیں:"...... إلا أنه لم يذكر أحد امن الصحابة، والأئمة المتبوعين "(شرح الألفية: ۳/ ۲۶۰)۔ علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:"...... لكنه التزم أن لا يذكر أحد امن الصحابة ولا الأئمة المتبوعين "(شرح الألفية: ص ٤٧٧) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں...... إلا أنه، أي الذهبي۔ لم يذكر أحد امن الصحابة ولا الأئمة المتبوعين "(تدريب الراوي: ص ٥١٩)۔ امیر صنعانیؒ نے لکھاہے:"لم يترجم لأبي حنيفة في الميزان "(توضيح الأفكار: ۲/ ۲۷۷)۔ ان تمام ثقہ اہل علم، جن کی باریک بین نگاہوں کے سامنے"میزان" کے تمام صحیح نسخے موجود تھے، کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ذہبیؒ نے ائمہ متبوعین، جن میں امام اعظمؒ سرفہرست ہیں، کا ذکر کتاب میں نہیں کیا اور وہ کیونکر ان کا تذکرہ کرتے، حالانکہ انہوں نے"تذكرة الحفاظ "میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واضح رہے کہ حافظ ذہبیؒ نے"تذکرۃ الحافظ" میں ان راویوں کا تذکرہ کیا ہے جو عادل اور حاملین علم نبوی ہیں اور روایت کی توثیق وجرح اور حدیث کی تصحیح وتزییف میں ان کے اجتہاد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، چنانچہ کتاب کی ابتداء میں انھوں نے اس بات کی تصریح یوں کی ہے:"هذه تذكرة بأسماء معدلي حملة العلم النبوي، ومن يرجع إلى اجتهاد هم في التوثيق، والتصحيح، والتزييف ...... (تذكرة الحفاظ: ۱/۱) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ، حافظ ذہبیؒ کے نزدیک حافظ، امام، مجتهد فی الحدیث، عادل اور حامل علم نبوی ہیں اور"میزان" میں انھوں نے امام صاحبؒ کا ترجمہ ذکر نہیں کیا۔

"میزان الاعتدال" کے صحیح اور معتبر نسخوں کے استقراء اور تتبع سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ"میزان" میں حافظ ذہبیؒ نے امام صاحبؒ کا ترجمہ ذکر نہیں کیا۔ مثلاً سبط ابن العجمی کا نسخہ، جو انھوں نے ایسے نسخہ سے نقل کیا تھا جس کا حافظ ذہبی کے ہاتھ سے لکھے گئے نسخہ سے باریک بینی کے ساتھ موازنہ کیا گیا تھا اور اس نسخہ پر حافظ ذہبیؒ کا خط تھا، اس نسخہ میں بھی امام صاحبؒ کا ترجمہ موجود نہیں، اسی طرح حافظ ذہبیؒ کے تلمیذ حافظ شرف الدین الوانی دمشقی کے ہاتھ سے لکھی گئی"میزان" کی تیسری جلد، جو"ظاہریۃ دمشق" میں محفوظ ہے اور اس میں حرف میم سے آخر تک کے تراجم موجود ہیں، اس میں بھی امام صاحبؒ کا ترجمہ نہیں ہے۔ حافظ شرف الدینؒ نے یہ جلد تین بار حافظ ذہبیؒ کے سامنے پڑھی اور اس کا حافظ ذہبیؒ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اصل کتاب سے موازنہ کیا۔ انھوں نے خود صفحہ ۱۰۹ اور صفحہ ۱۵۹ پر اس بات کی تصریح کی ہے۔ مکتبہ احمدیہ حلب میں علی بن محمد المعروف بابن المستمشان کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک نفیس نسخہ موجود ہے، یہ ایک بڑی جلد ہے، جو انھوں نے ایک ۷۷۷ھ میں لکھے گئے ایک معتمد نسخہ سے نقل کیا ہے۔ یہ نسخہ بھی امام صاحبؒ کے ترجمہ سے خالی ہے۔ رباط شہر کے"الخزانة العامة "میں"میزان الاعتدال" کا نصف نسخہ

موجود ہے، جو ایک جلد میں ہے، یہ نسخہ عثمان بن مقسم برّی کے ترجمہ سے شروع ہو کر آخر کتاب تک جاتا ہے۔ یہ نسخہ انتہائی معتبر ہے، اسے کئی بار حافظ ذہبیؒ کے سامنے پڑھا گیا، اس میں کئی مفید الحاقات ہیں، جنھوں نے تین اور بعض صفحات میں چار حاشیوں کی شکل اختیار کر لی ہے، یہ معتمد ترین نسخہ بھی امام صاحبؒ کے ترجمہ سے خالی ہے۔

اس وقت ''میزان الاعتدال'' کے جو نسخے مطبوعہ ہیں، تقریباً سب ہی میں امام صاحبؒ کا ترجمہ امام نسائیؒ کی جرح کے ساتھ موجود ہے۔ دراصل ہوا یوں کہ لکھنؤ سے ۱۳۰۱ھ میں مطبع انوار محمدی نے یہ کتاب چھاپی، اصل کتاب میں امام صاحبؒ کا ترجمہ موجود نہیں تھا۔ کسی نے اس کے حاشیہ پر دو سطروں میں امام صاحبؒ کا ترجمہ امام نسائیؒ کی جرح کے ساتھ لکھ دیا۔ اس محشی نے امام صاحبؒ کے ترجمہ کے اضافہ کے بعد لکھا کہ چونکہ امام صاحبؒ کا ترجمہ ایک نسخہ میں موجود نہیں تھا اور دوسرے میں تھا، اس لیے میں اسے حاشیہ پر لے آیا۔ بعد ازاں جب ۱۳۲۵ھ میں مصر میں یہ کتاب شائع ہوئی تو حاشیہ پر لکھے گئے یہ کلمات اصل کتاب میں درج کر دیے گئے اور کوئی انتباہی نوٹ بھی اس پر نہیں لکھا گیا، پھر بعد میں اس کتاب کے جو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، ان میں چونکہ اس مصری نسخہ کو پیش نظر رکھا گیا تھا، اس لیے بعد کے ان ایڈیشنوں میں بھی یہ ترجمہ شامل ہو گیا۔ (وراجع للاستزادة: غيث الغمام على حواشي إمام الكلام للعلامة عبد الحي اللكنوي: ص ١٤٦)

کتاب کے ایڈیشن

اس کتاب کے اس وقت ہمارے پیش نظر تین نسخے ہیں، ایک نسخہ مصر سے ''مطبع السعادة'' نے چھاپا ہے، یہ نسخہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس پر کوئی تحقیقی یا تعلیقی کام نہیں ہوا، دوسرا نسخہ علی محمد البجاوی کی تحقیق کے ساتھ ہے، جسے شیخوپورہ سے ''المكتبة الأثرية'' نے چھاپا ہے، یہ نسخہ چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس نسخہ میں علی محمد البجاوی نے کتاب کے شروع میں ایک مختصر سا مقدمہ لکھا ہے، جو حافظ ذہبیؒ اور ''ميزان الاعتدال'' کے تعارف پر مشتمل ہے، اس نسخہ کی تیاری میں انہوں نے دو مخطوطے اور ہندوستان سے مطبوع ''ميزان الاعتدال'' کا نسخہ اور ''لسان الميزان'' کو پیش نظر رکھا، حاشیہ میں وہ نسخوں کا اختلاف ضرور بیان کرتے ہیں۔ دو مخطوطوں میں سے ایک چھ اجزاء پر مشتمل ہے، جن میں سے چوتھا جزء موجود نہیں ہے، اس مخطوطہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے وہ ''خ'' کا رمز استعمال کرتے ہیں، دوسرا مخطوطہ مکمل ہے، یہ سبط ابن العجمی کے خط سے لکھا ہوا ہے، اس کی طرف اشارہ کے لئے انہوں نے ''س'' کا رمز استعمال کیا ہے، جب کہ ''لسان الميزان'' کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ''ل'' اور ہندوستان والے نسخہ کے لئے ''ھ'' کا رمز استعمال کیا ہے، بعض مقامات پر مفید تعلیقات بھی لکھتے ہیں، اعلام کی تحقیق اور غوامض کی شرح کے لئے انہوں نے حافظ ذہبیؒ کی ''مشتبة النسبة''، حافظ ابن حجرؒ کی ''تبصير المنتبه''، ''تهذيب

التھذیب''اور''تقریب التھذیب''، علامہ ابن عبدالبرؒ کی''الاستیعاب''ابن اثیرؒ کی'' النہایۃ''اور کئی لغت وادب کی کتابوں سے استفادہ کیا، آخر میں انہوں نے پوری کتاب کی ایک مفصل فہرست دی ہے۔

تیسرا نسخہ شیخ علی محمد معوذ اور شیخ عادل احمد عبدالموجود کی تحقیق کے ساتھ ہے، جو بیروت سے''دار الکتب العلمیۃ'' نے چھاپا ہے، یہ نسخہ سات جلدوں پر مشتمل ہے، دونوں حضرات نے اس نسخہ کی تیاری میں''لسان المیزان''، ہندوستان سے شائع شدہ''میزان الاعتدال''کا نسخہ، علی محمد بجاوی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہونے والا نسخہ اور تین مخطوطوں کو پیش نظر رکھا، یہ حضرات بھی ان نسخوں کا اختلاف ضروری بیان کرتے ہیں۔ تین مخطوطوں میں سے ایک وہ ہے جو استنبول میں''مکتبۃ أحمد الثالث''میں محفوظ ہے، یہ کل پانچ اجزاء پر مشتمل ہے، مگر ان میں سے چوتھا جزء موجود نہیں ہے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے انہوں نے [أ] کا رمز استعمال کیا ہے،، دوسرا مخطوطہ وہ ہے، جو''دار الکتب المصریہ''میں محفوظ ہے، یہ ایک جلد میں ہے، جو اول کتاب سے شروع ہو کر عبدالرحمن بن زیاد کے ترجمہ پر ختم ہوتا ہے، اس کی طرف اشارہ کے لئے انہوں نے [ب] کا رمز استعمال کیا ہے، تیسرا مخطوطہ بھی''دار الکتب المصریہ''میں محفوظ ہے، یہ بھی ایک جلد میں ہے جو حرف میم سے شروع ہو کر آخری ترجمہ پر ختم ہوتا ہے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے بھی انہوں نے [ب] کا رمز استعمال کیا ہے، ان دونوں نسخوں میں فرق وہ جزء کی تعیین کر کے بتاتے ہیں،''لسان المیزان''کے لئے وہ [ل] کا رمز استعمال کرتے ہیں، نسخوں کے درمیان تقابل اور حاشیہ میں ان کے درمیان اظہار فرق کے علاوہ انہوں نے کتاب پر درج ذیل تحقیقی کام کیا ہے۔

(۱) کتاب کے شروع میں ایک تفصیلی مقدمہ ہے، جس میں مصطلحات حدیث، جرح وتعدیل کے اصول، حافظ ذہبیؒ اور کتاب کے تعارف پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ (۲) مترجم کے حالات جن کتابوں میں مذکور ہیں، ان کے حوالے دیے ہیں۔ (۳) احادیث کی تخریج کی ہے۔ (۴) بعض غریب الفاظ کی تشریح کی ہے۔ (۵) مصنفؒ نے جن موضوعات کی طرف اشارہ کیا ہے ان پر مفید تعلیقات لکھے ہیں۔ (۶) تراجم پر ترتیب وار نمبر لگائے ہیں۔ (۷)''میزان الاعتدال''میں مذکور ہر ترجمہ کے نمبر کے بالکل پہلو میں دو بریکٹوں [ ] کے درمیان''لسان المیزان''میں درج اس ترجمہ کا نمبر بھی لگایا ہے۔ (۸) تراجم اور اکثر احادیث پر اعراب لگانے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ (۹)''لسان المیزان''کے آخر میں حافظ ابن حجرؒ کی'' تجرید''کے نمبر بھی لگائے ہیں، اس نمبر کے ساتھ''تجرید'' کی طرف اشارہ کرنے کے لئے [ت] کا رمز استعمال کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں ناشر نے''میزان الاعتدال''پر لکھے گئے ایک ذیل کا اضافہ کیا ہے، جس پر انہوں نے تحقیقی کام بھی کیا ہے۔

☆☆☆